(بقیہ اشارات)

دوسرے لفظوں میں اسی بات کو قرآنی اصطلاح میں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی نظام کا مطلوب انسان کو حالتِ خوف سے نکال کر حالتِ امن تک پہنچانا ہے۔

حالتِ امن کو آج کل کی زبان میں آپ احساسِ تحفظ (SENSE OF SECURITY) کہہ سکتے ہیں۔

بدقسمتی سے ہمارا معاشرہ بہت سے پہلوؤں سے احساسِ تحفظ سے محروم ہے۔ نتیجہ وہی حالتِ خوف اور عالمِ اضطراب ہے۔ اور اس کی وجہ سے لوگوں کا معیشۃً ضنکاً (تنگی کی زندگی) میں مبتلا ہونا ہے۔

استحصال اور تنگدستی کا خوف، انتظامیہ اور بیوروکریسی کی کج شعاریوں کا خوف، حصولِ حقوق میں رشوت اور سفارش کے حائل ہونے کا خوف، جرائم کا خوف، مجرمین کے قانون کی زد سے بچ نکلنے اور ہیر پھیر سے نظامِ انصاف پر اثر انداز ہونے کا خوف، صوبائی، نسلی، لسانی اور فرقہ وارانہ اختلافات سے ملک کے کمزور ہونے کا خوف، غیر ملکی سازشوں کے اثر انداز ہونے کا خوف۔ انتخابات سے غیر تعمیری نتائج برآمد ہونے کا خوف۔ اس طرح کے بے شمار خوف ہیں جن کے بوجھ تلے عوام دبے ہوئے ہیں۔

درپیش مہم اور تہہ در تہہ خوف کے بوجھ رکھنے والی زندگی سے عوام کو کیسے نکالا جائے؟ حکومت اور معاشرہ اس سوال کا صحیح جواب اگر دے سکیں تو اسلام کا مقصود حاصل ہو گیا۔

تصحیح

پچھلے اشارات میں سہواً یہ بات درج ہو گئی کہ پندرھویں صدی شروع ہونے میں نو ماہ باقی ہیں حالانکہ ایک سال نو ماہ لکھا جانا چاہیے تھا، یا ۲۱ ماہ۔

قارئین سے معذرت کرتے ہوئے گذارش ہے کہ تصحیح کر لیں۔

(ادارہ)